حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد نور Frankenthal کا سنگ بنیاد رکھنے سے قبل مہمانوں سے خطاب

بعد از اں سات بجکر دس منٹ پر حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ تشہد، تعوّذ اور تسمیہ کے بعد حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام مہمانان اور افرادِ جماعت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ سب کو امن اور سلامتی سے رکھے۔

آج اللہ تعالیٰ اِس علاقہ میں رہنے والے لوگوں کو اور افرادِ جماعت احمدیہ کو توفیق دے رہا ہے کہ یہاں ایک مسجد تعمیر کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسجد تعمیر ہوگی اور جب یہ تعمیر ہو گی تو اُس کے بعد اِس کے مقاصد مزید ابھر کر سامنے آئیں گے۔ جن کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اِس کے افتتاح کے موقع پر بھی ہوگا۔

امیر صاحب جماعت جرمنی نے اِس شہر کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اِس شہر کے لوگ بڑے کھلے دِل کے لوگ ہیں اور یہاں بین المذاہب dialogue بہت زیادہ ہوتے ہیں اور جس میں سب شامل ہوتے ہیں۔ یہ خوبی ایسی خوبی ہے جو معاشرہ کے امن کو قائم رکھنے کے لئے ایک بنیادی چیز ہے۔ اِس لحاظ سے یہ سن کے مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اِس شہر کے لوگ برداشت کا مادہ رکھنے والے بھی ہیں اور مختلف مذاہب رکھنے کے باوجود ایک دُوسرے کی باتیں مذاہب کے بارہ میں سُننے والے بھی ہیں اور پھر سُننے کے بعد رنجشیں اور کدورتیں اور لڑائی اور جھگڑے کو ہوا نہیں دیتے بلکہ پھر بھی پیار اور محبت سے رہنے والے ہیں۔ برداشت کرنے والے ہیں۔ پس یہ اِس شہر کے لوگوں کی ایک بہت بڑی خوبی ہے جس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

اِس کے ساتھ ہی جیسا کہ امیر صاحب نے ابھی کہا ہے کہ یہاں کی کونسل نے بھی اور شہریوں نے بھی مسجد بنانے کے لئے بڑا تعاون کیا اور یہ بات بھی آپ کے کھلے ذہن کی عکّاسی کرتی ہے۔ بہت سی جگہوں پر جماعت احمدیہ جرمنی میں مسجدیں بنارہی ہے۔ بڑے شہروں میں بھی اور چھوٹے قصبوں میں بھی۔ لیکن اکثر جگہ کسی نہ کسی صورت میں مقامی لوگ اِس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور مخالفت کرنے میں وہ اِس لحاظ سے حق بجانب ہیں کہ اسلام کا جو تصور آج قائم ہے وہ اُن کو کچھ تحفظات دیتا ہے اور اُن کے تحفظات قائم ہوتے ہیں کہ اِس شہر میں اگر مسجد بن جائے یا مسلمان آجائیں اور اپنے پاؤں جمالیں تو شائد ہمارے شہر کا، ہمارے علاقہ کا امن برباد ہو جائے گا۔ لیکن جیسا کہ داؤد مجوکہ صاحب نے اپنے تعارف میں بھی کہا کہ جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے جو قائم ہی اِس لئے کی گئی ہے کہ امن اور سلامتی اور محبت کے پیغام کو پھیلائے۔ حقیقت میں اگر اسلام کی تعلیم کا خلاصہ بیان کیا جائے اور قرآنِ کریم کی تعلیم کو دو فقروں میں بیان کیا جائے تو وہ یہ ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کی عبادت کا حق ادا کرو اور اُس کی مخلوق کے حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرو اور اُس کا حق ادا کرو۔ پس جب ایک دوسرے کے حقوق کی طرف توجہ ہوگی تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی جگہ بھی حقیقی مسلمان فساد پیدا کرنے کی وجہ بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو ہم مسیح موعود اور مہدی موعود مانتے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ نے اِس زمانہ میں بھیجا ہی اِس لئے تھا کہ دُنیا میں فساد قائم ہو چکا ہے اور اِس فساد کو حقیقی اسلامی تعلیم کی رُو سے ختم کرنا آپؑ کا مقصد تھا اور اسی لئے آپؑ نے جماعت قائم کی اور اپنی جماعت کے افراد کو یہی تعلیم دی کہ بندوں کو اپنے پیدا کرنے والے خدا طرف لے کر آنا ہے۔ اُس کی عبادت کا حق ادا کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرتے ہوئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کرنا ہے اور اِس کام میں تم نے میرا ہاتھ بٹانا ہے۔ پس یہ وہ مقصد ہے جو ہر احمدی کا مقصد ہے اور جب یہ مقصد ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ کسی کو اسلام کی تعلیم سے خطرہ ہو۔ ہاں خطرہ ہے تو اُن لوگوں سے جو اسلام کے نام پر غلط قِسم کے کام کررہے ہیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ بہت سارے مہمان، اِس شہر کے لوگ جو احمدی نہیں، مسلمان نہیں یہاں میرے سامنے بیٹھے ہیں، کہ جماعت احمدیہ اُس اسلام کو مانتی ہے جس کا ذکر قرآنِ کریم میں، اللہ تعالیٰ کی اُس کتاب میں ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ اتری۔ قرآنِ کریم کی تعلیم میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ سختی کرو یا ظلم کرو بلکہ امن اور سلامتی کی تعلیم ہے۔

خانہ کعبہ جو مسلمانوں کی وہ جگہ ہے جہاں لوگ عبادت کے لئے ہر سال ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں جمع ہوتے ہیں لوگ عمرہ کرتے ہیں اور سال میں لاکھوں لوگ حج کرتے ہیں۔ اب چند دنوں بعد پھر حج شروع ہوجائے گا۔ حج کے دن آرہے ہیں خانہ کعبہ کا جو حج ہے اُس کا مقصد ہی یہ تھا کہ یہاں سے امن اور سلامتی کا پیغام پھیلے۔ لیکن بعض مفاد پرست لوگوں نے اُس پیغام کو پھیلانے کی بجائے اپنے مفادات حاصل کرنے شروع کر دیئے۔ جس کی وجہ سے بدقسمتی سے مسلمان بجائے اِس کے کہ امن اور سلامتی پھیلائیں بعض جگہوں پہ فساد کی وجہ بن رہے ہیں اور اِس کا غیر مسلموں پر بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ لیکن بہر حال یہ ہونا تھا کیونکہ یہ پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ میں اسلام پر عمل ختم ہو جائے گا اور قرآنِ کریم کی تعلیم کو بھلا دیا جائے گا تب اللہ تعالیٰ ایک مصلح بھیجے گا، مسیح موعود بھیجے گا، مہدی بھیجے گا جو اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں دوبارہ رائج کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ یہ کام کررہی ہے۔

امیر صاحب نے ذکر کیا کہ یہاں لجنہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا کام کیا ہے۔ یہ بھی اسلامی تعلیم کا ایک حصّہ ہے اور یہ اُس آزادی کا حصّہ ہے جو اسلام نے عورت کو دی کہ آزاد ہوکر مردوں کے سائے سے باہر نکل کر اپنی تنظیم کے تحت کام کرتے ہوئے جو تمہارے فرائض ہیں اُن کو بھی ادا کرو۔ جو گھریلو فرائض ہیں بچوں کی تربیت ہے اور تمہارے جو دُوسرے فرائض تبلیغ کے ہیں اُن کو بھی اپنے حلقہ میں ادا کرو۔ تعلیم بھی حاصل کرو۔ اِسی حُکم کی وجہ سے ہماری خواتین جو ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کا literacy rate بھی مردوں کی نسبت دنیا میں بعض جگہوں پر زیادہ ہے۔ جرمنی تو ایک ترقی یافتہ مُلک ہے۔ دنیا کے بہت سے غریب ممالک ہیں جہاں تعلیم کی سہولتیں میسّر نہیں۔ بڑی مشکل سے تعلیم میسّر آتی ہے والدین اپنے بچّوں کو تعلیم نہیں دلوا سکتے۔ لیکن جماعت احمدیہ کے بچّے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اِس میں ہماری لڑکیاں اور عورتیں بعض جگہوں پر تو لڑکوں سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ پس یہ بات اِس بات کا بھی رد کرتی ہے کہ اسلام عورت کو حق نہیں دیتا ۔اسلام میں عورت کے حقوق کی تو عجیب عجیب مثالیں ہیں کہ بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنی بچیوں کی تربیت اِس طرح کر دے اُن کو تعلیم دلوا دے اُس کو اللہ تعالیٰ جنت میں بڑا اعلیٰ مقام دے گا۔ جو لوگ اِس یقین پر بھی قائم ہیں کہ اِس زندگی کے بعد کوئی زندگی ہے اُن کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ لڑکوں کی تربیت کی جاتی ہے تو یہ بھی بہت ضروری چیز ہے کیونکہ اُس کو معاشرہ کا ایک اچھا حصّہ بنانا ہے۔ لیکن اکثر لڑکے والدین کے لئے اِس دنیا میں بھی مالی مفادات دینے کا بھی ذریعہ بن جاتے ہیں۔ بہت سے لڑکے ہیں جو اپنے والدین کی خاص طور پر ہمارے معاشرہ میں یا تیسری دنیا کے ملکوں جہاں ایک joint family system بھی ہوتا ہے وہاں لڑکے اپنی آمد سے اپنے والدین کی خدمت کررہے ہوتے ہیں۔ گویا ایک دنیاوی فائدہ اِس دنیا میں پہنچاتے ہیں جو ایک اچھی تربیت کرنے والے ماں باپ کو اِس دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔ لیکن لڑکی جب بیاہ کر دُوسرے گھر میں جاتی ہے تو اُس کا براہِ راست فائدہ اُس کی ماں کو نہیں پہنچ رہا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اُس کو اگر تمہیں یہ یقین ہے کہ مرنے کے بعد کی زندگی ہے تو اُس دنیا میں جا کر فائدہ ضرور پہنچاؤں گا۔

پھر اسلام کہتا ہے کہ عورت ماں کی حیثیت سے وہ ہستی ہے جس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ یعنی عورت کے ذریعہ جنّت کی ضمانت دی گئی۔ اس لئے کہ عورت وہ ہستی ہے جو بچوں کی، لڑکوں کی بھی اور لڑکیوں کی بھی نیک تربیت کر کے اُن کو معاشرہ کا فعال حصّہ بناتی ہے۔ اُن کو بجائے فساد پیدا کرنے اور توڑ پھوڑ کرنے کے ایسی تربیت دیتی ہے کہ وہ ملک اور قوم کے لئے ایک مثبت کردار ادا کرنے والے بن جائیں۔ معاشرہ کا فعال حصّہ بن جائیں۔ مُلک کی ترقی میں حصّہ لینے والے ہوں۔ پس یہ مقام ہے جو عورت کو دیا گیا ہے مرد کو اسلام میں نہیں دیا گیا۔ کہ تم تربیت کرو اپنے بچّوں کی تا کہ مرد بھی اور عورت بھی تمہاری society کا ایک ایسا حصّہ بن جائے جہاں محبت پیار اور امن پھیلے ۔جہاں تمہارے شہر کی تمہارے قصبہ کی اور تمہارے مُلک کی ترقی ہو۔ جہاں تم دنیا میں امن قائم کرنے والے بنو ۔پس یہ خوبصورتی ہے عورت کے مقام کی اسلام کی تعلیم میں جس کی ایک جھلک میں نے آپ کو دکھائی۔

لارڈ میئر نے ذکر کیا کہ یہ جگہ جو آپ کو دی گئی ہے شہر کی ملکیت تھی آج آپ کی ملکیت بن گئی ۔لیکن میں کہتا ہوں ہمارے نزدیک اسلام کی حقیقی تعلیم جو ہے اُس کے مطابق مسجد خدا کا گھر ہے اور یہ کسی شخص کی، کسی فرد کی یا کسی جماعت کی ملکیت نہیں بنی بلکہ یہ مسجد جو انشاء اللہ تعالیٰ بنے گی یہ خدا کا گھر ہونے کی حیثیت سے خدا تعالیٰ کی ملکیت ہے اور جو خدا کا گھر ہو اُس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی پہلی سورت میں ہی کہہ دیا ہے کہ میں ربّ العالمین ہوں ۔ میں تمام دنیا کا، جہانوں کا ربّ ہوں ۔ ہر ایک کو پالنے والا ہوں ۔ ہندوؤں کا بھی خدا ہوں، عیسائیوں کا بھی، یہودیوں کا بھی اور مسلمانوں کا بھی ۔پس ہم جب یہ کہتے ہیں کہ مسجد خدا کا گھر ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی مخلوق کے لئے اِس مسجد سے پیار اور محبت اور بھائی چارہ کا پیغام نکلنا چاہئے ۔ یہ اعلان ہونا چاہئے کہ اس خدا کے گھر میں آنے والے لوگ، خدا کی عبادت کرنے کے لئے آنے والے لوگ وہ لوگ ہیں جو صرف پیار اور محبت اور بھائی چارہ پھیلائیں گے۔ جو society میں، معاشرہ میں، اِس قصبہ میں امن اور سلامتی پھیلائیں گے۔ پس خدا کے گھر کا یہ وہ مقام ہے جو ہمارے نزدیک ایک اعلیٰ مقام ہے اور جس پر ہر احمدی کو عمل کرنا چاہئے۔

پس اِس خدا کے گھر میں جب نماز کے لئے آئیں، عبادت کے لئے آئیں تو یہ سوچ کر آئیں کہ ہم نے جہاں خدا تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے اُس کا حق ادا کرنا ہے وہاں خدا تعالیٰ کی مخلوق کا بھی حق ادا کرنا ہے اور آپس میں احمدی احمدی نے بھی محبت پیار اور بھائی چارہ سے رہنا ہے۔ اپنے

ہمسائے کا بھی حق ادا کرنا ہے اور اُس سے بھی محبت پیار اور بھائی چارہ کا سلوک کرنا ہے۔

قرآنِ کریم میں تو ہمسائے کے حق کا اتنا کہا گیا ہے کہ تمہارے قریب ہونے والے، تمہارے ساتھ کام کرنے والے، تمہارے ساتھ سفر کرنے والے، تمہارے ماتحت سب تمہارے ہمسائے ہیں۔ گویا کہ ہمسائیگی کا ایک بہت وسیع میدان ایک احمدی مسلمان کے لئے ہے بلکہ حقیقی مسلمان کے لئے ہے۔ پس ہمسائیگی کا یہ حق اتنا بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس کے بارہ میں اتنی تلقین فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمسائیگی کو بھی کہیں وراثت کے قانون میں شامل نہ کرلیا جائے۔ اِس حد تک اِس کی اہمیت دی جارہی ہے کہ شائد ہمسائے بھی وراثت کے حقدار بنیں گے۔ گویا کہ ہمسائے کی یہ اہمیت ہے۔ پس ہم نے اِس شہر میں رہ کر جہاں احمدیوں کی آبادی 184 کی تعداد میں ہے۔ ہمسائے کی جو تعریف اسلام نے کی ہے اُس کے ساتھ پُورا شہر اُن کا ہمسایہ ہے اور اِس کا حق اُنہوں نے ادا کرنا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ آج بھی یہ حق ادا کر رہے ہیں اور جب مسجد بن جائے گی تو پہلے سے بڑھ کر یہ حق ادا کرنے والے ہوں گے اور سلامتی اور امن اور محبت کا پیغام پہلے سے بڑھ کر پھیلائیں گے۔

لارڈ میئر نے یہ بات بھی کہی کہ پتھروں کی building جو بن رہی ہے پتھروں کو جوڑ کر ایک bond بنا کر ایک نشان بنایا جاتا ہے کہ اِسی طرح ہم نے جُڑ کر رہنا ہے۔ یہ یقیناً بڑی اچھی چیز ہے لیکن ہم جب یہ پتھروں کی یا اینٹوں کی عمارت بنا رہے ہیں اور اِن اینٹوں کو جوڑ رہے ہیں تو اِس کے ساتھ ظاہری تصوّر کے علاوہ ایک تصوّر ہمارے لئے یہ بھی ابھرتا ہے کہ ہم محبت اور پیار کی دیواروں کو کھڑا کر رہے ہیں۔ اور اِن دیواروں کو جوڑ رہے ہیں جو اِس حد تک مضبوط ہوجائیں کہ محبت پیار اور بھائی چارہ کی یہ دیواریں کبھی گرنے نہ پائیں۔ اور اِن میں مضبوطی ہمیشہ بڑھتی رہے اور دیواروں کی مضبوطی اور عمارتوں کی مضبوطی کے لئے ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی کچھ نہ کچھ عرصہ کے بعد maintenance کا کام ہوتا رہے۔ مرمتوں کا کام ہوتا رہے۔ اِس لئے اسلام ہمیں کہتا ہے کہ تم دین کے احکامات پر عمل کرتے رہو۔ اپنے خدا کے بھی حقوق ادا کرتے رہو۔ بندوں کے حقوق ادا کرتے رہو۔ اپنی تعلیم پر عمل کرنے کے لئے اپنے معیاروں کو بڑھاتے رہو تا کہ یہ محبت اور پیار کی مضبوطی جو ہے یہ نہ صرف قائم رہے بلکہ مزید پختہ ہوتی رہے۔ پتھروں کی دیواروں میں تو مضبوطی کی حدود ہیں وہ ختم ہوجاتی ہے۔ جس حد تک دیواریں مضبوط بنائی گئی ہوں اِس حد تک مضبوطی قائم رہتی ہے۔ لیکن یہ دیواریں جو محبت اور پیار کے ساتھ کھڑی کی جاتی ہیں یہ ہر لمحہ reinforce ہورہی ہوتی ہیں۔ اِن میں مزید طاقت پیدا ہو رہی ہوتی ہے۔ پس یہ ہے ہمارا تصوّر جو عمارتوں کو کھڑے کرنے سے ہے۔

درخت کا تحفہ اُنہوں نے دیا اُس کے لئے بھی اُن کا شکریہ۔ درخت کی جڑیں زمین میں مضبوط ہوتی ہیں۔ جب یہ جڑیں مضبوط ہوں گی تو اِس سے اُنہوں نے یہ تصوّر دیا کہ اِسی طرح یہاں آپ کے قدم مضبوط ہوں گے۔ آپ کا یہاں رہنا اِس بات کی دلیل بنے گا کہ آپ اپنی جڑیں اِس زمین میں گاڑ رہے ہیں۔ لیکن ہمیں اسلام کی تعلیم ایک اور تصوّر بھی دیتی ہے اور وہ یہ ہے کہ تم وہ درخت بنو جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہوتی ہیں اور جس کی شاخیں آسمان پر چلی جاتی ہیں اور جب شاخیں آسمان پر جارہی ہوں تو اِس کا مطلب یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ اُس کی مخلوق کا حق ادا کرو گویا کہ جہاں ہم زمین میں جڑیں مضبوط کر رہے ہیں وہاں اِن شاخوں کے ذریعہ سے جو آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں جو پھل لا رہی ہیں ہم یہاں کے لوگوں کے لئے محبت اور پیار اور بھائی چارہ کے پھل بھی پیدا کر رہے ہیں۔ اور مجھے اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے افراد یہ کرتے رہیں گے۔

Integration کا سوال آیا مسلمان integrate نہیں ہوتے؟ یہ عام طور پر تصوّر پایا جاتا ہے۔ مجھے تو یہاں کے رہنے والے جو بچے ہیں اُن سے بعض دفعہ بات کرنا مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ وہ تو اِس حد تک integrate ہو چکے ہیں کہ اپنی زبان جس کو وہ لے کے آئے تھے یا اُن کے والدین بولتے ہیں وہ بھول چکے ہیں اور جرمن بولتے ہیں۔ جو شخص جرمن زبان میں بات کر رہا ہو اپنا مدّعا اُس زبان میں ادا کر رہا ہو جو یہاں کی مقامی زبان ہے اِس کا مطلب یہ ہے کہ یقیناً اُس نے اپنے آپ کو اِس ماحول میں سمولیا ہے اور وہ جذب ہوگیا ہے۔ ہاں جو مذہب ہے وہ دل کا معاملہ ہے اور قرآنِ کریم یہ کہتا ہے کہ مذہب کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں۔

زبانیں بولنے والے ہزاروں ہیں۔ دنیا میں سینکڑوں زبانیں بولی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دنیا کے سینکڑوں ملکوں میں ہے جہاں مختلف لوگ اپنی اپنی زبانیں بولتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے مُلک سے وفادار بھی ہیں، سموئے ہوئے بھی ہیں اور اِس کے ساتھ ہی اپنی مذہبی تعلیم پر عمل کرنے والے بھی ہیں۔ کہیں قرآنِ کریم یہ نہیں کہتا کہ تم مُلک سے بے وفائی کرو بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا کہ تُمہاری مُلک سے محبت تمہارے ایمان کا حصّہ ہے۔ پس جب ملک سے محبت ایمان کا حصّہ بن جائے تو کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ حقیقی مذہب کو ماننے والا حقیقی مسلمان اپنے مُلک سے بے وفائی کرے۔ یقیناً وہ مُلک کا وفادار ہوگا اور جو مُلک سے وفادار ہوگا وہ یقیناً وہی ہوسکتا ہے جو مکمل طور پر مُلک کے قوانین کا پابند ہے۔ اور مُلک کی ترقی کے لئے اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لا رہا ہے۔ یہی چیز ہے جو ہم افرادِ جماعت کو کہتے ہیں کہ ہمارے اندر پیدا ہونی چاہئے کہ مُلک سے محبت ایسی ہو کہ ایک نشان بن جائے۔ دنیا کو نظر آئے کہ احمدی سب سے زیادہ قانون کی پابندی کرنے والا ہے۔ احمدی سب سے زیادہ مُلک کی ترقی میں حصّہ لینے والا ہے۔ احمدی سب سے زیادہ اپنے ماحول میں پیار، محبت اور سلامتی کے پیغام کو پھیلانے والا ہے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اِس کام کو سرانجام دینے والا ہے۔ پس یہ ہے اسلام کی تعلیم اور یہ ہے جماعت احمدیہ کا مقصد اور یہ ہے وہ مقصد جس کے تحت ہماری مسجدیں قائم ہوتی ہیں اور جب مسجدیں بنتی ہیں تو وہاں سے یہ محبت اور پیار کے پیغام اور زیادہ خوبصورت رنگ میں ابھر کر دنیا میں پھیلتے ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ احمدی اِس مسجد کو تعمیر کرنے کے بعد پہلے سے بڑھ کر جہاں اپنی عبادتوں کا حق ادا کرنے والے ہوں گے وہاں اِس ماحول میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو پھیلانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اِن کو توفیق عطا فرمائے۔ شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔